قرآن کی نظر میں عورت کی قدر و منزلت

نذر حافی

انسانی معاشرہ اپنے ابتدائی ایّام سے ہی جہاں خوف و خطر، جنگ و جدال اور مار دھاڑ کے ساتھ نبرد آزما رہا وہیں انسان کے دل و دماغ میں ایک پر امن اور فلاحی معاشرے کی تشکیل کا خواب بھی وقت کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ کسی نے اس خواب کا نام مدینۃ الفاضلہ رکھا، کسی نے اسے بہشتِ ارضی کا نام دیا لیکن اس کے باوجود یہ خواب ازل سے خواب ہی ہے۔ تاریخ کے کسی بھی موڑ پر انسان اپنے اس خواب کی تعبیر نہیں پا سکا۔ فطری طور پر انسان جہالت، پسماندگی، غربت، افلاس، کرپشن، خوف، جنگ اور مار دھاڑ کو پسند نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود وہ اپنی پوری تاریخ میں انہی ناپسندیدہ عناصر کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور رہا ہے۔ برس ہا برس کی محنت اور جدو جہد کے باوجود آج کا انسان بھی قدیم زمانے کے انسان کی طرح معاشرتی عدمِ مساوات، غربت، جہالت اور پسماندگی کا شکار ہے۔ اگر ہم تاریخِ بشریت کو خاتونِ دو عالم حضرت فاطمہؑ کے نعلینِ مبارک کی نوکِ مقدس پر رکھ کر تقسیم کریں تو دیکھیں گے کہ موجودہ دور کی طرح خاتونِ جنت کی ولادت باسعادت سے پہلے بھی عورت انسانی معاشرے کی ایک مسترد شدہ اکائی تھی اور شاید سابقہ اقوام کی پسماندگی اور جہالت کا ایک بڑا سبب "عورتوں کو سماجی اعتبار سے نظر انداز کرنا" ہی تھا۔ ناسمجھ، ضدی اور ہٹ دھرم افراد، ان پڑھ عورتوں سے ہی جنم لیتے اور جاہل عورتوں کی آغوش میں ہی تربیت پاتے ہیں۔ چنانچہ دینِ اسلام نے دیگر تمام ادیان کے مقابلے میں سب سے زیادہ عورتوں کے حقوق اور خواتین کی تعلیم و تربیت پر توجہ دی ہے۔[۱] تاریخی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ مصر میں ورودِ اسلام سے پہلے تک یہ رسم موجود تھی کہ ہر سال اہالیانِ مصر، دریائے مصر کے پانی میں اضافے کی نیت سے ایک لڑکی کو دریائے مصر میں قربانی کے طور پر پھینکا کرتے تھے۔[۲] زمانہ جاہلیت کی ادبی کتابوں کی شعر و شاعری اور نثر نگاری اس بات کی شاہد ہے کہ اس زمانے کے لوگ عورت کے لیے کسی قسم کے تقدس، عفت اور پاکدامنی کے قائل نہیں تھے۔[۳] اسی طرح بیٹی کی ولادت کو منحوس جاننا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، بیوہ سے شادی کو معیوب سمجھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب ظہورِ اسلام سے پہلے کی خرافات و مکروہات ہیں۔[۴] اس حقیقت کی طرف قرآن مجید نے کچھ یوں اشارہ کیا ہے: " وَ إِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَ هُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوٓءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ "اور جب خود ان میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ خون

کے گھونٹ پینے لگتا ہے قوم سے منہ چھپاتا ہے کہ بہت بری خبر سنائی گئی ہے۔[شرم کے مارے وہ سوچتا ہے کہ] اب اس لڑکی کو ذلّت سمیت زندہ رکھے یا خاک میں دفنا دے یقینا یہ لوگ بہت برا فیصلہ کر رہے ہیں۔[۵] دین اسلام میں عورت کی اہمیّت دین اسلام نے خواتین کے اجتماعی احساسات ، موروثی جذبات، خاندانی اوصاف، فطری خواہشات، جنسی میلان، فکری استعداد اور دینی جذبات کے حوالے انہیں ان کا حقیقی مقام دلوایا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کا تیسرا سورہ سورۂ نساء " یعنی "خواتین "کے نام سے ہے اور خداوند عالم نے قرآن مجید کی دیگر سورتوں میں متعدد مقامات پر خواتین کی عظمت اور حقوق کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔[۶] جس معاشرے میں لوگ بیوہ سے شادی کرنے کو شرم کا باعث سمجھتے تھے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیواؤں سے شادیاں کیں اور اسی دور میں جب خاتون کو پست ترین مخلوق سمجھا جاتا تھا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی معاشرے اور اسی دور میں "بتولؑ" جیسی معصومہ کی پرورش اور تربیت کی۔ اسی معاشرے میں جہاں عورت کو مال مویشیوں کی طرح ملکیت سمجھا جاتا تھا، دین اسلام نے عورت کی آغوش کو دنیا کی پہلی درس گاہ قرار دیا، جہاں عورت کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دیا، جہاں پر لوگ بیٹی کو باعثِ ننگ و عار سمجھتے تھے وہیں پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کے احترام میں کھڑے ہو کر استقبال کیا کرتے تھے اور جہاں لوگ بیٹیوں کو زندہ دفن کرتے تھے وہیں دین اسلام نے عورت کو میراث میں وارث قرار دیا۔ عورت کو میراث میں حصہ دار ٹھہرایا۔ اس ضمن میں قرآن مجید میں ارشاد پروردگار ہے: " لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْأَقْرَبُونَ وَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا"[۷] مردوں کے لئے ان کے والدین اور اقربا کے ترکہ میں ایک حصہّ ہے اور عورتوں کے لئے بھی ان کے والدین اور اقربا کے ترکہ میں سے ایک حصہّ ہے وہ مال بہت ہو یا تھوڑا یہ حصہّ بطور فریضہ ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا اس ضمن میں ایک مقام پر اس طرح سے ارشاد ہوا ہے: "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ النِّسَاءَ كَرْهًا وَ لَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُواْ بِبَعْضِ مَاۤ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَن يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰۤ أَن تَكْرَهُواْ شَيْئًا وَ يَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا"[۸] اے ایمان والو تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جبراً عورتوں کے وارث بن جاؤاور خبردار انہیں منع بھی نہ کرو کہ جو کچھ ان کو دے دیا ہے اس کا کچھ حصہّ لے لو مگر یہ کہ واضح طور پر بدکاری کریں اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اب اگر تم انہیں ناپسند بھی کرتے ہو تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور خدا اسی میں خیر کثیر قرار دے دے۔ عورت کا اعتماد بحال کیا وہ معاشرہ جہاں پر عورت کو ہمراز بنانے کو عیب سمجھا جاتا تھا وہیں پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خفیہ تبلیغ کے دوران بھی خواتین کو نظر انداز نہیں کیا اور انہیں مخفی طور پر دین اسلام کی دعوت اور انہیں اپنا ہمراز بنایا۔[۹] جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بیعت عقبہ ثانی کے موقع پر دو عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی جن

میں سے ایک نسیبہ دختر کعب تھیں اور دوسری اسماء دختر عمرو بن عدی تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر مردوں کی طرح عورتوں سے بھی بیعت لی گئی جسے "بیعت النساء "کہا جاتا ہے۔اس بارے میں قرآن مجید کی آیت ملاحظہ فرمائیں: "يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِينَ وَ لَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَ أَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔"۱۰ اے پیغمبرؐ اگر ایمان لانے والی عورتیں آپ کے پاس اس امر پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ کسی کو خدا کا شریک نہیں بنائیں گی اور چوری نہیں کریں گی۔ زنا نہیں کریں گی۔ اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے سے کوئی بہتان (لڑکے کا شوہر پر) گھڑ کے نہیں آئیں گی اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت کا معاملہ کرلیں اور ان کے حق میں استغفار کریں کہ خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اخروی اجر میں بھی عورتوں کا حصہ قرار دیا دین اسلام نے دنیا کی طرح آخرت میں بھی عورتوں کو اجر اخروی کا وارث قرار دیا ہے۔اس آیۂ قرآنی کو ملاحظہ فرمائیں۔"إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَ الْمُصَّدِّقَاتِ وَ أَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ "۱۱ بیشک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ مال خرچ کیا ہے ان کا اجر دوگنا کردیا جائے گا اور ان کے لئے بڑا باعزّت اجر ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد پروردگار ہے: " يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ بِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ "۱۲ اس دن تم باایمان مرد اور باایمان عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نورِ ایمان ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ آج تمہاری بشارت کا سامان وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور تم ہمیشہ ان ہی میں رہنے والے ہو اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ سورۂ احزاب میں اس حقیقت کو کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے: " إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتٰتِ وَ الصَّادِقِينَ وَ الصَّادِقٰتِ وَ الصَّابِرِينَ وَ الصَّابِرَاتِ وَ الْخَاشِعِينَ وَ الْخَاشِعَاتِ وَ الْمُتَصَدِّقِينَ وَ الْمُتَصَدِّقَاتِ وَ الصَّائِمِينَ وَ الصَّائِمَاتِ وَ الْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَ الْحَافِظَاتِ وَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَ الذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ أَجْرًا عَظِيْمًا" ۱۳ بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفّت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور خدا کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور عظیم اجر مہیّا کر رکھا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی عورتوں کو شریک قرار دیا قرآن مجید نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی عورتوں کو شریک قرار دیا ہے۔ نمونے کے طور پر یہ آیت ملاحظہ فرمائیں۔ "وَالْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيعُونَ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ " ۱۴ اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہیں، وہ نیک کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا، بے شک اللہ عزیز اور حکمت والا ہے۔ ماں کے خصوصی احترام کا حکم اسی طرح احترام والدین کا حکم دیتے ہوئے خداوندِ عالم نے نہ صرف یہ کہ ماں کو باپ کے برابر قرار دیا ہے بلکہ ماں کے ایثار کو خصوصیت کے ساتھ سراہا بھی ہے۔ " وَ قَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا"۔ ۱۵ اور آپ کے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس ہوں اور بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے عزت و تکریم کے ساتھ بات کرنا۔ اور مہر و محبت کے ساتھ ان کے آگے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور دعا کرو: پروردگارا! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پالا تھا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشادِ پروردگار ہے: " وَ وَصَّيْنَا الْانسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَ حَمْلُهُ وَ فِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتّٰىٓ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَ بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ أَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ أَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ"۔ ۱۶ یعنی ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ پر احسان کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے تکلیف اٹھا کر اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف کے ساتھ اسے جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگ جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ رشد کامل کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو کہنے لگا: پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جس سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا اور یہ کہ میں ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میری اولاد کو میرے لیے صالح بنا دے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ عورت معاشرے کا اہم ترین جزو ہی نہیں بلکہ روح رواں بھی ہے، کائنات کی زیبائی، اولاد کی تربیت، زندگی کا حسن ایک بااخلاق، عفیف اور پاکدامن عورت سے ہی قائم ہے۔ ایک شخص نے پیامبر اسلام ﷺ سے پوچھا میں کس سے نیکی کروں؟ آپؐ نے فرمایا ماں سے، اس نے دوبارہ پوچھا آپ نے پھر وہی جواب دیا، اس نے

تیسری مرتبہ پوچھا آپ نے پھر وہی جواب دیا، حتیٰ کہ اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا آپ نے فرمایا باپ کے ساتھ۔۱۷؎

حضرت امام خمینیؒ کی نگاہ میں عورت کی عظمت:

حضرت امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں خواتین کا اثر خاص خوبیوں کا حامل ہے۔ کسی بھی معاشرے کی تعمیر و تخریب اس معاشرے کی خواتین کی تعمیر و تخریب سے ہی جنم لیتی ہے۔ عورت واحد عنصر ہے جو اپنے دامن سے ایسے افراد معاشرے کے سپرد کر سکتی ہے کہ جن کی برکات سے ایک معاشرہ نہیں بلکہ کئی معاشرے عزت و استقامت اور اعلیٰ انسانی اقدار میں ڈھل سکتے ہیں اور عورتوں کے باعث ہی اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔۱۸؎ اسی طرح ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں کہ معاشرے کی تربیت عورت کرتی ہے۔ عورت کی گود سے ہی انسان جنم لیتے ہیں۔ عورت اور مرد دونوں کے صحیح و صالح ہونے کا پہلا مرحلہ عورت ہی کی گود ہے۔ عورت انسانوں کی تربیت کرتی ہے۔ ممالک کی خوش بختی اور بد بختی عورتوں کے وجود پر ہی منحصر ہے۔ عورت ہی انسانوں کی تربیت کرتی ہے اور صحیح تربیت کرکے ممالک کو آباد کرتی ہے۔ تمام خوش بختیوں کا سرچشمہ عورت کی گود ہی ہے۔۱۹؎

رہبر معظم سید علی خامنہ ای کی نگاہ میں عورت کا مرتبہ:

رہبرِ معظم سید علی خامنہ ای نے عورت کے مقام و مرتبے کے حوالے سے فرمایا ہے کہ اسلامی نکتہ نظر سے بعنوان انسان کامل کے تمام مراحل عورت کو طے کرنے چاہیے۔ عورت بھی مرد کی طرح ایک دانشمند، موجد اور فلسفی بن کر سیاسی، دفتری اور حکومتی کاموں میں معاشرے کی خدمت کر سکتی ہے۔۲۰؎ رہبر معظم نے ایک اور مقام پر عورت کے بارے میں مشرک قوتوں کے افکار کا اسلامی افکار سے فرق کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ "الحادی طاقتیں عورت سے اس کے بنیادی اوصاف جیسے حجاب، عفّت اور پاکدامنی کو چھیننے پر تلی ہوئی ہیں جبکہ اسلام عورت کو اس کی تمام تر صفات کے ساتھ معاشرے میں ممتاز اور سربلند دیکھنا چاہتا ہے"۔ آپ نے فرمایا ہے کہ "یہ اسلامی نگاہ ہے کہ عورت کے تمام احساسات اور خوابوں کو زنانہ خصوصیات کے ساتھ ہی محفوظ کیا گیا ہے۔ اس پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا گیا ہے عورت کے تمام احساسات اور فطرت کا محور "عورت ہونا ہی" ہے۔ اسلام نے جیسے عورت کے عورت ہونے کی حفاظت کی ہے اسی طرح علم، معنویت، پرہیزگاری اور سیاسی میدان کے دروازے بھی اس کے لیے کھولے ہوئے ہیں اور اسے بھی حصول علم کی رغبت دلائی ہے۔۲۱؎ ہمارا موجودہ معاشرہ اور عورت کی تعلیم و تربیت اتنی اہمیت کے باوجود ہمارے یہاں موجودہ دور میں زمانۂ جاہلیت کی طرح خواتین کی تعلیم و تربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ اس عدم توجہ کا نتیجہ افلاس، پسماندگی، جہالت

اور دہشت گردی کی صورت میں آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ظاہر ہے جہاں پر عورت کو پسماندہ رکھا جائے اور اس کی تعلیم وتربیت پر قابل ذکر توجہ نہ دی جائے وہاں پر اچھی، پر وقار اور باشعور نسل جنم نہیں لے سکتی۔ان پڑھ اور غیر تعلیم یافتہ ماؤں کی گود میں دہشت گرد اور سماج دشمن افراد ہی پروان چڑھا کرتے ہیں۔چنانچہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی دنیا میں میں قرآن وسنّت کی تعلیمات کے مطابق خواتین کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی جائے۔ یہ حقیقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اپنے دینی جذبے اور مستحکم ایمان و عقیدے کے باعث ہمارے یہاں کے والدین اپنی بچیوں کو تعلیم وتربیت کے لیے اچھے اداروں میں بھیجنا چاہتے ہیں لیکن پورے ملک کے طول و عرض میں اس طرح کے ایک ملّی ادارے کا شدید فقدان ہے کہ جہاں پر قرآنی والٰہی ماحول میں بچیوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔ اسلامی دنیا میں جیسے اسلامی ملک میں خواتین کے لیے کسی معیاری یونیورسٹی کا نہ ہونا یقیناً افسوس کا باعث ہے لیکن اس سے بھی زیادہ افسوس کا مقام یہ ہے کہ دینی حلقوں کی طرف سے بھی اس ضمن میں کوئی خاص پیشرفت دیکھنے میں نہیں آرہی ہے۔ عام طور پر زیادہ سے زیادہ بچیوں کے لیے چھوٹا موٹا دینی مدرسہ بنانے پر ہی اکتفا کر لیا جاتا ہے یا پھر ہاسٹل وغیرہ بنا لینے کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ بچیوں کو تعلیم دلانے کا رجحان ایک تو ویسے ہی کم ہے ،والدین جس طرح بچوں کی تعلیم کے بارے میں فکر مند ہوتے ہیں اس طرح بچیوں کے بارے میں حسّاس نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ سے بہت ساری بچیاں یا تو اسکولوں میں داخل ہی نہیں کرائی جاتیں اور اگر داخل ہو بھی جاتی ہیں تو جلد ہی تعلیم نامکمل چھوڑ کر گھر بیٹھ جاتی ہیں۔بہت سارے علاقوں میں اگر بچیاں میٹرک کر بھی لیں تو اس کے بعد دینی ماحول نہ ہونے کے باعث مجبور ہو کر انہیں تعلیم ترک کرنا پڑتی ہے۔ معاشرتی بے حسی اور بے توجہی کے باعث اس مسئلے کو زیادہ اہم نہیں سمجھا جا رہا ہے۔اس سلسلے میں کوئی پیشرفت کے اثرات دیکھنے میں نہیں آرہے ہیں۔ اسلامی دنیا میں جیسے اسلامی اور نظریاتی ملک میں قرآن و سنّت کے سائے میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا مناسب انتظام نہ ہونا انتہائی افسوسناک امر ہے۔اگرچہ کچھ ادارے اس حوالے سے سرگرم نظر آتے ہیں لیکن ان کا دائرہ کار یا تو انتہائی محدود ہے اور یا پھر زیادہ تسّلی بخش نہیں ہے۔ خصوصاً میٹرک کے بعد والدین کو بچیوں کی تعلیم کے حوالے سخت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یوں تو ہمارے اکثر سرکاری تعلیمی اداروں میں مناسب رہنمائی، دینی ماحول اور الٰہی افکار کا سایہ خالی ہی نظر آتا ہے اور اربابِ اقتدار کو اس سلسلے میں کوئی خاص دلچسپی بھی نہیں ہے ۔ لیکن ایسے میں اپنی نوجوان نسل خصوصاً طالبات کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا یقیناً بہت بڑی غلطی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں سے غفلت نہ برتیں اور اس ضمن میں ہر ممکنہ تگ و دو کریں۔ آج اسلامی دنیا میں میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی جتنی شدید ضرورت ہے ، تعلیمی وتربیتی اداروں کی اتنی ہی شدید کمی بھی ہے۔ایسا ماحول اور ایسے تعلیمی ادارے جن میں بچوں کا ایمان بھی محفوظ نہ رہ سکتا ہو وہاں پر بچیوں کو کس امید پر داخل کرایا جائے۔ آج

اسلامی دنیا میں عوامی سطح پر خواتین کی دینی و دنیاوی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک ایسی مستقل یونیورسٹی کا خلا واضح طور پر موجود ہے جس کی شاخیں دیگر ممالک میں پھیلی ہوئی ہوں اور اس یونیورسٹی تک خواتین کی رسائی بھی آسان ہو اور والدین اور دینی حلقے بھی اس کے ماحول اور تربیت کے حوالے سے مطمئن ہوں۔۔۔ اگر اسلامی معاشرے میں خواتین کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے خواتین کو ان کا حقیقی مقام عطا کیا جائے اور ان کے لیے بہترین تعلیمی اداروں خصوصاً دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جائے تو ملت اسلامی کے مسائل کافی حد تک کم ہو سکتے ہیں اور اسلامی دنیا میں ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے خواب کو پورا کرنے میں کافی حد تک مدد مل سکتی ہے۔ آج ضرورت ہے عورت کو استعماری سازشوں کا شکار ہونے سے بچایا جائے اور عورت کو اس بات سے یقین کرایا جائے کہ وہ شیطانی افکار کے مطابق "صرف جنسی حیوان" نہیں ہے بلکہ ماں بہن، بیٹی اور بیوی جیسے حسین رشتوں کے امتزاج کا باعث ہے۔ چنانچہ گھٹیا لٹریچر، فلموں اور ڈراموں میں عورت کو، محبوبہ، مظلومہ اور مجبور بنا کر پیش کرنے کے بجائے، اس کی حقیقی تصویر پیش کی جائے اور اسے قوم کی عزّت ہونے کے ناطے اس کا حقیقی کردار ادا کرنے کی ترغیب دلائی جائے تاکہ وہ معاشرے میں مفید اور موثر کردار ادا کر سکے۔ ملکی ترقی اور قومی خوشحالی کے لئے والدین اور ارباب حل و عقد کو اپنی دیگر ترجیحات میں خواتین کی تعلیم وتربیت کو بھی شامل کرنا ہوگا۔ خواتین کی تعلیم وتربیت کے بغیر ملکی و ملی تعمیر وترقی کے سارے منصوبے پانی کی موجوں پر نقشے بنانے کے مترادف ہیں۔

حوالے:

۱۔ سید محمد حسین طباطبائی، تفسیر المیزان، ج۲، ص ۲۶۷
۲۔ صبح الاعشیٰ، ج ۳، ص۲۹۱
۳۔ ویل دورانت، تاریخ تمدن، ج ۴، عصر ایمان ترجمہ ابوطالب صارمی، ص ۲۰۲
۴۔ شیخ عباس قمی، سفینۃ البحار، ج۱، ص ۱۹۷
۵۔ سورۂ نحل، آیت ۵۹ و ۵۸۔ دکتر عباس زریاب، سیرۂ رسول اللہ، ص ۱۷۸ و ۱۷۹
۶۔ سورۂ نساء، آیت ۷
۷۔ سورۂ نساء، آیت ۷
۸۔ سورۂ نساء، آیت ۱۹
۹۔ تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، ج ۱، ص ۱۶۵
۱۰۔ سورۂ ممتحنہ، آیت ۱۲

۱۱۔ سورۂ حدید، آیت ۱۲

۱۲۔ سورۂ حدید، آیت ۱۲

۱۳۔ سورۂ احزاب، آیت ۳۵

۱۴۔ سورۂ توبہ، آیت ۷۱

۱۵۔ سورۂ اسراء، آیت ۲۳ و ۲۴

۱۶۔ سورۂ احقاف، آیت ۱۵

۱۷۔ وسائل الشیعہ، جلد ۱۵، ص ۲۰۷

۱۸۔ سیمای زن در کلام امام خمینیؒ، ص ۱۷۱

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۷۱

۲۰۔ آئینہ زن۔ دفتر مطالعات و تحقیقات زن، ص ۱۷۷

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۷۱،۲۱